تذکرۃ المشاہیر

مقالہ نگار: ڈاکٹر محمد شفقت اللہ
ترجمہ: پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

# شیخ علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ

[۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء تا ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء]

؎ تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

زیرنظر تذکرہ جنوبی پنجاب کے ایک نامور صاحب ِعلم مصنف کا ہے۔عربی زبان دانی، شاعری اور تصانیف کی کثرت موصوف کا ایسا امتیاز ہے جس سے ان کی شخصیت اپنے اماثل واقران میں نمایاں ہوجاتی ہے۔علاوہ ازیں آپ کے علم اور وسعت ِمعلومات سے ہرکوئی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علامہ موصوف تصوف کا بھی گہرا رجحان رکھتے تھے جیسا کہ یہ رجحانات زیرنظر مضمون سے بھی نمایاں ہیں، مزید برآں حنفی مسلک ہونے کے ساتھ ساتھ آپ نے تقلید کی مذمت میں تصانیف بھی لکھیں اور حدیث ِنبویؐ کی خدمت کو علما کا شعار بنانے کے لئے بھی جدوجہد کرتے رہے۔آپ کی شخصیت اور تصانیف سے اہل علم کو واقفیت نہیں، نہ ہی اس بارے میں کسی جگہ معلومات یکجا ملتی ہیں ۔ (ح۔م)

شیخ علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ کا اسم گرامی بیشتر قارئین کے لئے یقیناً نیا ہوگا۔ راقم الحروف جن دنوں دارالحدیث محمدیہ، جلال پور پیروالہ میں سلطانِ محدثین حضرۃ مولانا سلطان محمود محدثؒ (م۱۹۹۵ء) کے ہاں زیر تعلیم تھا تو شیخ محترم اکثر و بیشتر دورانِ درس انتہائی عقیدت واحترام سے شیخ پرہارویؒ کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے بعض خاص تلامذہ کو شیخ پرہارویؒ کی کتاب نعم الوجیز بھی پڑھاتے۔ شیخ پرہارویؒ نے مختصر مگر ازحد مصروف زندگی گزاری۔ دورِ حاضر کے بہت سے اہل علم ان کے نام اور کام سے واقف نہیں۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا تذکرہ مفصل طور پر یکجا مرتب نہیں ہوسکا۔ بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے شعبۂ عربی کے نامور اُستاذ ڈاکٹر محمد شفقت اللہ کو اللہ کریم جزاے خیر عطا فرمائے کہ اُنہوں نے خاصی محنت کرکے شیخ پرہارویؒ کے حالاتِ زندگی اور علمی کارناموں پر روشنی ڈالی ہے۔ آں موصوف عربی زبان کے ماہر اور عظیم سکالر ہیں۔ انہوں نے یہ تعارفی مضمون عربی زبان میں

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے۔ ان کی اجازت اور شکریہ کے ساتھ راقم الحروف اس تحریر کو اُردو قالب میں ڈھال کر قارئین محدث کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ وہ عظیم شخصیت ہیں جنھوں نے جنوبی پنجاب میں اسلامی ثقافت اور عربی زبان کی ترویج میں شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے متنوع اسلامی موضوعات پر عربی زبان میں متعدد مفید کتابیں تالیف کیں جنہیں اہل علم کے ہاں خوب پذیرائی ملی۔ آپ اس علاقہ کے اہل علم میں کثیر التصانیف ہو گزرے ہیں۔ اور تالیفِ کتب کے میدان میں آپ کا خوب شہرہ ہے۔ آپ نے نقلی و عقلی علوم میں کتابیں تالیف کر کے ان دونوں قسم کے علوم کے مابین تطبیق کی بھی سعی کی۔ اس لئے آپ کا شمار نواحِ ملتان کے نمایاں اہل علم وقلم میں ہوتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علمی آثار و مؤلفات کے ذکرِ جمیل سے قبل آپ کے حالاتِ زندگی کا ذکر ہو جائے۔

## نام، نسب، ولادت

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن، نام عبدالعزیز اور والد کا نام ابوحفص احمد بن حامد القرشی ہے۔① آپ ایک محدث، مفسر اور متکلم (ماہر علم کلام) بھی تھے۔ آپ کی ولادت تیرہویں صدی ہجری کی پہلی چوتھائی میں ہوئی۔

مولوی غلام مہر علی گولڑوی آپ کی ولادت کے متعلق رقم طراز ہیں کہ آں رحمہ اللہ کی ولادت ضلع مظفر گڑھ میں کوٹ ادّو کے قریب 'پرہاراں' نامی بستی میں ۱۲۰۹ھ کو ہوئی۔②

شیخ پرہاروی اپنی کتابوں میں اپنی اس بستی کو 'پیرہیار' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں: قرية بيرهيار، جعلها الله دارالقرار وهو موضع عذب الماء طيب الهواء③ ''بستی 'پیرہیار' کو اللہ تعالیٰ نے 'دارالقرار' بنایا ہے۔ یہاں کا پانی شیریں، فضا عمدہ اور خوشگوار ہے۔''

اپنی ایک تصنیف 'الاکسیر' میں لکھتے ہیں: ہماری بستی 'پیرہیار' ہے۔ اس کا طول بلد ۱۰۶ درجے اور عرض بلد تقریباً تیس درجے ہے۔ یہ دریائے سندھ کے شرقی ساحل پر دارالامان

www.KitaboSunnat.com

ملتان سے شمال مغربی جانب تقریباً آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔(۴)

## تحصیل علم

آپ نے حصولِ علم کا آغاز اپنے گھر سے کیا اور اپنے والد مکرم سے قرآنِ کریم حفظ کیا۔(۵) بعد ازاں مزید علوم کی تحصیل کے لئے رختِ سفر باندھ کر ملتان روانہ ہوئے اور وہاں حافظ محمد جمال ملتانیؒ (۶) کے مدرسہ میں ڈیرے ڈال دیے۔

عجیب بات ہے کہ مؤرخین اور آپ کے تذکرہ نویسوں میں سے کسی نے بھی حافظ محمد جمالؒ کے علاوہ آپ کے کسی دوسرے اُستاذ کا ذکر تک نہیں کیا۔ آیا پرہارویؒ نے صرف انہی ایک استاذ سے استفادہ کیا اور دوسرے کسی صاحبِ علم سے کچھ نہ پڑھا؟ اس کی صراحت کتب، تراجم اور پرہارویؒ کی کتابوں میں کہیں نہیں ملتی۔ البتہ یہ ذکر ملتا ہے کہ طلبِ علمی کے آغاز میں وہ کوئی زیادہ ہوشیار اور ذہین نہ تھے بلکہ آپ غیر فطین یعنی غبی (کند ذہن) تھے۔

مولوی امام بخش مہاروی لکھتے ہیں کہ مولوی عبدالعزیز پرہارویؒ انتہائی کند ذہن طالب علم تھے۔ آپ کوئی چیز یاد کرنا چاہتے تو بالکل یاد نہ کر سکتے تھے۔(۷) اس بات کا علامہ پرہارویؒ نے خود بھی اعتراف کیا ہے۔ ایک جگہ رقم فرماتے ہیں کہ

''یہ مسکین (یعنی میں) بچپن میں قلتِ فہم میں معروف تھا۔''(۸)

تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ علامہ پرہاروی پڑھائی کے شوقین اور علم کے دلدادہ تھے۔ اسباق کو یاد کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے۔ اس کے باوجود یاد کرنے میں ناکام رہتے تو رونے لگ جاتے۔ مولوی امام بخش مہاروی رقم طراز ہیں:

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے انتہائی مغموم بیٹھے تھے، کتاب آپ کے سامنے تھی اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے کہ حافظ محمد جمال نے آپ کو اس حالت میں دیکھ لیا۔ انہوں نے فرمایا، عبدالعزیز! کیا بات ہے، تم پریشان کیوں ہو؟

آپ نے روتے ہوئے عرض کیا: حضرت! مجھے سبق یاد نہیں ہو رہا۔ تو حافظ محمد جمال نے فرمایا: آؤ میرے پاس آکر سبق یاد کرو۔ جب آپ نے اُستاد کے سامنے بیٹھ کر سبق پڑھا اور

www.KitaboSunnat.com

استاد نے اُن کے لئے دعا کی تو قدرتِ الٰہی اور اس کے فضل سے تمام عقلی ونقلی علوم کے دروازے آپ پر کھل گئے۔ آپ کسی بھی علم وفن کی کتاب کا مطالعہ کرتے، آپ کے لئے وہ انتہائی آسان ہوجاتی۔(۹)

حافظ محمد جمال ایک عظیم المرتبت انسان تھے۔ ان میں ایک کامل استاذ کی تمام صفات موجود تھیں۔ وہ بچوں سے خوب شفقت فرماتے اور نہایت نرمی وتوجہ سے سبق سمجھاتے۔ سبق کی خوب تشریح کرتے۔ خوب شرح اور توضیح کرکے تمام متعلقہ مباحث سمیت پورا سبق طلبا کے ذہن میں راسخ کرتے۔ وہ طلبہ کے سامنے سبق یا لیکچر ہی پیش نہ فرماتے بلکہ ان کے اذہان میں علوم ومعارف کی رغبت پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتے۔

وہ کیا مبارک دن تھا کہ جس روز شیخ پرہاروی طلبِ علم اور تحصیل معارف میں خوب خوب آگے بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ مسائل کا فہم آپ کے لئے از حد سہل ہوگیا۔ وہ برابر جدوجہد کرتے رہے یہاں تک کہ تمام علوم کی مشکلات ان پر خود بخود منکشف ہوتی چلی گئیں اور یوں محسوس ہونے لگا کہ تمام علوم اور ان کے حقائق آپ کو معلوم ہیں۔

حافظ محمد جمال اللہ اس قدر عمدہ انداز سے تعلیم دیتے اور مثالوں سے اسباق کو یوں واضح کرتے کہ جو بات ذہین طالب علموں کو دوسرے اہل علم سے سمجھ نہ آتی تو آپ ایسے گنجلک مسائل یوں آسان کرکے پڑھاتے کہ کند ذہن طلبہ بھی اسے بخوبی سمجھ جاتے۔(۱۰)

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حافظ محمد جمال اللہ ایک مہربان اور مشفق اُستاذ ہونے کے ساتھ ساتھ دقائقِ تدریس اور رموزِ تعلیم سے بھی بخوبی واقف تھے۔ پڑھائی کے دوران طلبا کو جو مشکلات عارض آتیں اور انہیں علمی میدان میں آگے بڑھنے سے روکتیں، وہ ان کو ملحوظ رکھ کر ان کا اِزالہ فرماتے۔

ان کی طرف سے طلبہ کو عام اجازت تھی کہ وہ اپنی مشکلات کے حل کے لئے جس وقت بھی چاہیں، ان کے ہاں آسکتے ہیں۔ جب اُستاذ اس قدر اعلیٰ اخلاق کا حامل ہو، وہ علم کے مقام اور آدابِ تدریس سے بھی کماحقہ واقف ہو، اور پرہارویؒ جیسا علم کا شیدائی ہر وقت اس کے

www.KitaboSunnat.com

گرد منڈلاتا ہو، جسے دورانِ مطالعہ کسی بھی پیش آمدہ مشکل پر اُستاذ کی طرف مراجعت اور ان سے سوال و جواب کی سہولت میسر ہو تو بھلا اس پر تمام علوم کے دروازے کیوں وا نہ ہوں؟

شیخ پرہارویؒ اپنے مہربان و مشفق استاذ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''ہمیں کسی بھی فن کے متعلق کوئی مشکل پیش آتی تو ہم ان کی طرف مراجعت کرتے، وہ اس بارے میں ممکن حد تک اچھی سے اچھی اور عمدہ سے عمدہ گفتگو فرماتے۔''⑪

حافظ محمد جمال اللہ محض ایک متبحر عالم اور تدریس و تعلیم کا اچھا نمونہ ہی نہ تھے بلکہ وہ اس کے ساتھ ساتھ زیرِتعلیم طلبہ کے تزکیۂ نفوس اور اصلاحِ اخلاق پر بھی توجہ فرماتے اور اس کے لئے بہترین اور قابل قبول انداز اختیار فرماتے۔

ایک دفعہ کسی غریب آدمی نے حافظ محمد جمال اللہ کو کھانے پر بلایا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ پرہارویؒ بھی ہمراہ تھے۔ میزبان نے گائے کا گوشت تیار کیا تھا، جو کچھ عمدہ نہ تھا۔ اور پکا ہوا بھی ٹھیک نہ تھا بلکہ اس میں کچھ ناگوار بُو بھی تھی۔ شاگرد پرہارویؒ کے چہرہ پر ناگواری ظاہر ہوئی۔ اُستاذ سمجھ گئے کہ اسے گوشت کھانے میں رغبت نہیں۔

ملاحظہ کیجئے کہ ایسے موقعہ پر استاذ نے کس طرح طالبِ علم کی تربیت کی، شاگرد رقم طراز ہے کہ جب شیخ محترم نے میرے چہرے پر ناگواری محسوس کی تو اُنہوں نے کھانے کی خوب مدح فرمائی، اور خوب لطف ہونے کے انداز میں خوشی خوشی کھانا کھایا۔ میں نے بھی مجبوراً ساتھ دیا اور زہر مار کیا۔ دعوت سے فارغ ہوکر ہاتھ دھوئے، رومال سے ہاتھ صاف کئے۔ اور ہاتھ اُٹھاکر یوں دعا کی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِصَاحِبِ الطَّعَامِ وَلآکِلِیْهِ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْهِ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا أَكْرَمَ الأَكْرَمِيْنَ⑫ ''یا اللہ! میزبان کی، کھانے والوں کی اور اس کی تیاری میں کوشش کرنے والے سب لوگوں کی مغفرت فرما۔ یا اللہ اپنے فضل وکرم سے اس کھانے میں ہمارے لئے برکت فرما۔ اے سب سے بڑھ کر عزت والے رب!''

آپ کی مؤلفات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ علوم و معارف کی محبت آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور آپ ملتان میں حافظ محمد جمال اللہ کے ہاں دورانِ تعلیم غیر نصابی مگر نافع علوم وفنون کی کتب کا از خود مطالعہ کیا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ آپ نصابی اسباق اوقاتِ

مدرسہ میں اور غیر نصابی علوم مدرسہ کے مقررہ اوقاتِ تعلیم کے بعد فراغت اور چھٹی کے اوقات میں مطالعہ کرتے اور آپ برابر کسی ماہر فن اُستاذ کی تلاش میں رہتے جو فہم مسائل میں آپ کی معاونت کر سکے۔ اور اگر کوئی مناسب رہنما نہ ملتا تو کسی کی معاونت کے بغیر خود ہی اس فن کا مطالعہ شروع کر دیتے۔ چنانچہ اس بارے میں آپ نے خسوف وکسوف سے متعلقہ اپنی کتاب الإلهام میں ذکر کیا ہے کہ میں بچپن ہی سے اس علم کا شائق تھا مگر مجھے اس کے متعلق کوئی ماہر معلم نہ مل سکا۔[13] شیخ پرہاروی دن رات اپنے استاذ حافظ محمد جمال اللہ کی معیت میں رہتے۔ حد یہ کہ آپ صرف حضر ہی میں نہیں بلکہ سفر میں بھی اپنے لائق احترام استاذ کی مرافقت اختیار کرتے تاکہ ان مواقع پر بھی ان سے استفادہ کرسکیں۔

استاذِ محترم آپ کو تصوف کے اسرار کی بھی تعلیم فرماتے اور اس کے رُموز سے آپ کو مطلع کرتے۔ پرہاروی اس کی صراحت یوں کرتے ہیں کہ میں شیخ کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوا تو اُنہوں نے فرمایا: عبدالعزیز! اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشانیوں میں سے سمندری امواج بھی ہیں۔[14]

پرہاروی علمی مسائل کے حل اور ان کے فہم کے لئے اپنے شیخ کی طرف مراجعت کرتے، وہ بھی ان کی خوب حوصلہ افزائی کرتے تاکہ علمی مسائل کے فہم اور تعلیمی مراحل کو عبور کرنا ان کے لئے آسان ہو۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ شیخ اپنے شاگرد کو آزمانے کے لئے اور اس کا امتحان لینے کے لئے از خود سوال کر دیتے تاکہ شاگرد کی معلومات اور استعداد کا اندازہ ہو سکے اور وہ اس مسئلہ کو شاگرد کے ذہن میں خوب راسخ کر سکیں۔ شیخ پرہارویؒ اپنی بعض تحاریر میں رقم طراز ہیں:

ایک دن میں شیخ کی معیت میں کشتی پر سوار تھا کہ دورانِ سفر ملاح نے پانی کی گہرائی کا اندازہ لگانے کے لئے ایک لمبی لکڑی پانی میں ڈالی۔ مگر وہ پانی کی گہرائی کو نہ جانچ سکا تو اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا: اللہ یہ سن کر شیخ نے مجھ سے فرمایا: عبدالعزیز! آیا تم سمجھے کہ اس نے کیا کیا ؟ میں نے عرض کیا: اس کی بات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حقیقت بھی ایک گہرا سمندر ہے۔ اس کی گہرائی کا بھی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سن کر شیخ نے کہا، بالکل۔

www.KitaboSunnat.com

اس نے یہی کہا ہے۔(۱۵)

## اُستاد کا اپنے شاگرد پر اعتماد

حافظ محمد جمال اللہ نے آپ کی دیانت و امانت اور علمی مرتبہ کے پیش نظر اپنے خطوط لکھنے کے لئے آپ کو مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ پرہارویؒ رقم طراز ہیں:

آپ کے خطوط میں ہی لکھا کرتا تھا۔ آپ مجھے حکم دیتے کہ صاف صاف لکھوں اور تحریر گنجلک نہ ہو۔(۱۶) آپ نے مروّجہ علوم وفنون اور عقلی ونقلی علومِ متداولہ کی تکمیل کی۔ اس وقت کا نظامِ تعلیم 'درس نظامی' کہلاتا تھا جسے ملا نظام الدین نے مرتب کیا تھا۔

اس درس کا نصاب گیارہ علوم وفنون اور تینتالیس۴۳ کتب کی تدریس پر مشتمل تھا۔(۱۷) معقولات کی اکثر کتب مکمل اور باقی کچھ کتب جزوی طور پر پڑھائی جاتی تھیں۔(۱۸) درسِ نظامی کے مرتب ملا نظام الدین نے کتبِ تصوف کو نصاب سے خارج کردیا تھا(۱۹) پرہارویؒ نے درسِ نظامی کے مطابق صرف متداولہ علوم کی تحصیل پر ہی اکتفا نہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور کے منہج تعلیم میں جو کوتاہیاں تھیں، وہ دور ہوگئیں۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ نے تیرہ۱۳ تا پندرہ۱۵ سال کی عمر میں مروّجہ علوم کی تحصیل کی تکمیل کرلی تھی۔

## شاہی دربار سے آپ کا تعلق اور لوگوں کا حسد

پرہاروی نے علومِ درسیہ کی تکمیل کے بعد مختلف علوم وفنون کی کتب کا خوب مطالعہ کیا اور ہر فن کے بارے میں کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کی ان علمی خدمات اور بلند علمی مرتبہ کی بدولت علمی حلقوں میں آپ کو بہت زیادہ پذیرائی ملی۔ پھر حاکم ملتان کے صاحبزادے امیر شاہ نواز خان سے بھی آپ کا رابطہ ہوگیا اور اس کے ساتھ گہرے مراسم قائم ہوگئے۔ امیر شاہ نواز خان خود بھی صاحبِ علم تھے اور اہل علم سے محبت کرتے تھے۔ اُنہوں نے پرہاروی کو اپنے ہاں بلوایا اور مختلف سوالات کئے۔ پرہاروی نے اس کے ہر سوال کا جواب دیا۔ شاہی محل میں ان کے مابین متعدد موضوعات پر طویل گفتگو ہوئی۔

امیر شاہ نواز خان نے محل میں موجود اہل علم کے سامنے آپ کی وسعتِ معلومات اور فہم

www.KitaboSunnat.com

ودانش کا فخریہ انداز میں ذکر کیا۔ پرہاروی لکھتے ہیں کہ امیر میری وجہ سے دوسرے اہل علم پر فخر کا اظہار کیا کرتا تھا۔[۲۰]

پرہاروی کے بادشاہ سے تعلقات، علوم میں بلند علمی مرتبہ، تصنیف وتالیف میں مشغولیت، بحث وتحقیق کا شوق اور حاکم کا دوسرے اہل علم کے سامنے ان کی فضیلت کا اعتراف اور دیگر اہل علم کا آپ کی شخصیت کا مقابلہ نہ کرسکنا، ان تمام اُمور نے دوسرے اہل علم کے دلوں میں آپ کے خلاف حسد کی آگ بھڑکائی اور وہ آپ کے مرتبہ ومقبولیت میں کمی کرنے اور لوگوں کو آپ سے نفرت دلانے کی کوششیں کرنے لگے۔ اور ان کی پوری زندگی میں انہیں زچ کرنے اور ضرر پہنچانے کی مساعی کرتے رہے۔ اور انہیں زندگی بھر اپنی بدسلوکیوں کا نشانہ بناتے رہے۔ اس بارے میں اُنہوں نے اپنی ایک کتاب النبراس کے اختتام پر ایک نظم لکھی ہے۔ اس کا ایک شعر یوں ہے:

وَأَنْتَ حَفِيْظُ الْكُلِّ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ
وَخَصْمٍ لَجُوْجٍ يَطْمِسُ الْحَقَّ بَاطِلَهٗ [۲۱]

''اور اے اللہ! حاسدین کے حسد کے شر سے اور جو مخالف اپنے باطل سے حق کو مٹانا چاہتا ہے، ان کے شر سے تو ہی بچانے والا ہے۔''

آپ اپنی کتابوں اور تحاریر میں لوگوں کے حسد اور علمی طور پر آپ کی ہمسری نہ کرسکنے والوں کے تعصب پر ردِّعمل کے طور پر لکھتے ہیں:

''علم اور صحیح اہل علم کے اُٹھ جانے کا شکوہ اللہ ہی سے ہے۔'' [۲۲]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''معاصرین اور کم فہم متعصب اہل علم کے رویہ پر اللہ ہی سے فریاد ہے۔'' [۲۳]

اس قسم کے پریشان کن احوال کے باوجود پرہاروی علوم وفنون کے مطالعہ اور تدریسی اور تصنیفی اُمور میں مشغول رہے تا آنکہ آپ عنفوانِ شباب ہی میں ۱۲۳۹ھ کو اس دارِفنا سے دارِبقا کو سدھار گئے۔[۲۴]

مولانا عبدالتواب ملتانی ؒ آپ کی عمر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وفات کے وقت آپ کی

عمر تیس برس کے لگ بھگ تھی۔[45]

شیخ پرہاروی عقیدہ اہل سنت کے حامل اور فقہ حنفی کے پیرو تھے۔ آپ نے علم عقائد کے بارے میں مفید کتابیں تصنیف کر کے دلائل و براہین سے عقائدِ اہل سنت کا بھرپور دفاع اور مضبوط علمی اساس پر شیعہ عقائد کا ردّ بھی کیا۔ آپ کی کتب و مصنفات و مؤلفات میں اہل بیتؓ کی فضیلت اور محبت کا بیان ملتا ہے۔ آپ کو اہل بیتؓ سے غایت درجہ محبت تھی۔

اس دور میں علمی حلقات میں جو علوم متداول اور زیر درس تھے۔ آپ ان تمام علوم وفنون کے علاوہ دیگر بہت سے ان فنون کے بھی ماہر اور اجل عالم تھے جو بڑے بڑے علمی مراکز میں پڑھائے جاتے تھے؛ آپ کو ان تمام علوم کے حصول و معرفت کا از حد شوق تھا۔

آپ کی اس شدید علمی رغبت نے آپ کو علوم کی طرف مائل کیا۔ اور اسی شوق و رغبت کی وجہ سے کتابوں کا پڑھنا اور مطالعہ اور مہارت سب کچھ آپ کے لئے سہل تر ہوتا گیا اور آپ کا علمی شہرہ پھیلتا چلا گیا۔ مولوی امام بخش مہاروی لکھتے ہیں کہ

''آپ کے علمی مرتبہ کا شہرہ ہر زماں ومکاں میں، نزدیک اور دور ہر طرف پھیل گیا۔''[46]

ڈیرہ غازی خان کے نواح سے کچھ اہل علم نے آپ کا امتحان لینے کی غرض سے کچھ سوالات آپ کی خدمت میں روانہ کئے۔ پہلے تو آپ نے ان سوالات کا جواب دینے سے تردّد کیا۔ تاکہ ان کی وجہ سے کسی قسم کا اختلاف یا عداوت پیدا نہ ہوجائے مگر بعد میں ان سوالات کے جوابات اس اندیشہ سے لکھ بھیجے کہ کہیں اسے ان کی کم علمی پر محمول نہ کرلیا جائے۔ وہ سوالات ایسے تھے کہ ان کا جواب بہت زیادہ علم کی روشنی میں ہی دیا جاسکتا تھا۔ آپ نے ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختلف علوم کے کچھ سوالات لکھ کر شیخ احمد ڈیروی کو بھجوا دیے۔ اب ہمیں کچھ علم نہیں کہ شیخ احمد نے ان سوالات کے جوابات دیے تھے یا وہ ان کے جوابات دینے سے عاجز رہے تھے۔ تاہم ان سوالات سے یہ ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ سوال کرنے والا خود کس قدر صاحبِ علم تھا اور وہ ان سوالات سے متعلقہ علوم کا کس قدر ماہر تھا۔

www.KitaboSunnat.com

## شعری ذوق

پرہاروی کے علمی آثار کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شعرگوئی کے بارے میں وہ انتہائی زرخیز ذہن اور عمدہ ذوق کے مالک تھے۔قوافی اور اوزانِ شعر سے آپ بخوبی واقف تھے۔معجون الجواهر ، الياقوت اور نعم الوجيز وغیرہ آپ کی تالیفات سے اس موضوع میں آپ کی استعداد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آپ اپنی کتابوں اور تالیفات کی ابتدا میں بطورِ مقدمہ اور کتابوں کا اختتام اپنے منظوم کلام سے کرتے ہیں۔چنانچہ النبراس کا مقدمہ ۳۳/اشعار اور خاتمہ ۱۹/ابیات پر مشتمل ہے۔

آپ نے اپنی تالیفات الياقوت ، حب الأصحاب اور النبراس کا آغاز منظوم کلام سے کیا ہے۔اگر آپ کی تمام مؤلفات ہمارے پیش نظر ہوتیں تو ہم یقینی طور پر آپ کے منظوم مقدماتِ کتب کا ذکر کرسکتے۔یہ آپ کا ایک ایسا نادر وصف ہے جو برصغیر کے اہل علم کی مؤلفات میں انتہائی کم یاب ہے۔تشہد میں اشارۂ سبابہ کے اثبات کے متعلق آپ کے ایک رسالہ سے آپ کی شعرگوئی کی قدرت واستعداد کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔

آپ کی مؤلفات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی ﷺ کی مدح ونعت کے متعلق اشعار کہتے اور ثناخوانِ رسالت حضرت حسان بن ثابت ؓ کے اشعار پر تضمین بھی کہتے۔مثلاً

وَمَا أَحْسَنَ الْبَيْتُ الَّذِي قَدْ أَتٰى بِه
الْمُؤَيَّدُ بِرُوحِ الْقُدْسِ فِي الشِّعْرِ
لَهٗ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا
وَهِمَّتُهٗ الصُّغْرىٰ أَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ [47]

''وہ ابیات کیا خوب ہیں جو اشعار میں روح القدس (جبریل علیہ السلام) کی تائید پانے والے (حسانؓ) نے کہے ہیں۔اس کی بڑی بڑی مساعی وخدمات کے کیا کہنے۔اس کی تو معمولی سی خدمت بھی زمانے بھر سے زیادہ وقیع ہے۔''

'ایمان کامل' کے نام سے فارسی زبان میں آپ کا ایک کتابچہ ہے۔اس میں مثنوی کے

انداز پر ایک سوبیس اشعار ہیں۔ اس میں آپ نے اسلامی عقائد اور ان سے متعلقہ مسائل پر اجمالی بحث کی ہے۔

النبراس کے اختتام پر آپ نے جو قصیدہ رقم کیا ہے، وہ سہل ممتنع کی نہایت عمدہ مثال ہے۔ آپ نے ان میں قرآنی آیات کے اقتباسات لفظاً ومعنیً ذکر کئے ہیں۔ اس قصیدہ کے بعض ابیات درج ذیل ہیں:

تَبارَكْتَ يا مَنْ لَا يَخِيبَنَّ سَائِلُهُ     وَعَمَّ جَمِيعُ الْكَائِنَاتِ نَوَائِلُهُ
لَكَ الْحَمْدُ مِنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَحْمَدٍ     بِمَا رَقَمْتَ هَذَا الْكِتَابَ أَنَامِلُهُ
وَإِنِّي أَخَافُ السَّهْوَ فِيهِ لِعُجْلَتِي     وَأَجْدَرُ فِعْلٍ بِالْمَزَالِقِ عَاجِلُهُ
بُضَاعَتِي الْمُزْجَاةُ خُذْهَا تَكَرُّمًا     وَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ الْوَسِيعَ مَكَائِلُهُ
لَقَدْ مَسَّنِي ضُرٌّ وَجِئْتُكَ سَائِلًا     وَأَنْتَ الَّذِي يُغْنِي الْفَقِيرَ نَوَافِلُهُ
وَأَنْتَ تُعِينُ الْعَبْدَ خَيْرَ إِعَانَةٍ     إِذَا انْقَطَعَتْ أَسْبَابُهُ وَوَسَائِلُهُ
وَأَنْتَ حَفِيظُ الْكُلِّ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ     وَخَصْمٍ لَجُوجٍ يَطْمِسُ الْحَقَّ بَاطِلُهُ
وَصَلِّ عَلَى خَيْرِ الْبَرَايَا مُحَمَّدٍ     كَرِيمِ السَّجَايَا لَا تُعَدُّ فَضَائِلُهُ
وَأَصْحَابِهِ الْأَخْيَارِ طُرًّا وَآلِهِ     وَسَلِّمْ بِتَسْلِيمٍ يَجُوْدُ هَوَاطِلُهُ (۴۸)

اسی طرح آپ کا ایک عربی قصیدہ میمیہ بھی ہے جو آپ کی جدتِ فکر، متانتِ رائے اور اہل وطن علما سے از حد اخلاص کا مظہر ہے۔ اس میں آپ نے علماءِ زمانہ کی اس روش پر تاسف کا اظہار کیا ہے کہ وہ علم حدیث کو پس پشت ڈال کر غیر مفید عقلی علوم کے پیچھے پڑے ہیں۔ آپ اس قصیدہ میں اپنے دور کے علما کو اس بے کار شغل پر ملامت کرتے ہوئے حدیث کی طرف متوجہ ہونے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

أَيَا عُلَمَاءَ الْهِنْدِ طَالَ بَقَائُكُمْ     وَزَالَ بِفَضْلِ اللهِ عَنْكُمْ بَلَاؤُكُمْ
رَجَوْتُمْ بِعِلْمِ الْعَقْلِ فَوْزَ سَعَادَةٍ     وَأَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ يَخِيبَ رَجَاءُكُمْ
فَلَا فِي تَصَانِيفِ الْأَثِيرِ هِدَايَةٌ     وَلَا فِي إِشَارَاتِ ابْنِ سِينَا شِفَائُكُمْ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا طَلَعَتْ شَمْسُ الْهُدیٰ مِنْ مَطَالِعٍ    فَأَوْرَاقُهَا دَيْجُورُكُمْ لَا ضِيَائُكُمْ
وَلَا كَانَ شَرحُ الصَّدْرِ يَشْرَحُ صَدْرَكُمْ    بَلْ اِزْدَادَ مِنْهُ فِي الصُّدُوْرِ صَدَائُكُمْ
وَبَازِغَةٌ لَا ضَوْءَ فِيْهَا إِذْا بَدَتْ    وَأَظْلَمَ مِنْهُ كَاللَّيَالِيْ ذَكَائُكُمْ
وَسُلَّمُكُمْ مِمَّا يُفِيْدُ تَسَفُّلًا    وَلَيْسَ بِهِ نَحْوَ الْعُلُومِ اِرْتِقَائُكُمْ
فَمَا عِلْمُكُمْ يَوْمَ الْمَعَادِ بِنَافِعٍ    فَيَا وَيْلَتِي مَاذَا يَكُوْنُ جَزَائُكُمْ
أَخَذْتُمْ عُلُومَ الْكُفْرِ شَرْعًا كَأَنَّمَا    فَلَاسِفَةُ الْيُونَانِ هُمْ أَنْبِيَائُكُمْ
مَرِضْتُمْ فَزِدْتُمْ عِلَّةً فَوْقَ عِلَّةٍ    تَدَاوَوْا بِعِلْمِ الشَّرْعِ فَهُوَ دَوَائُكُمْ
صِحَاحَ حَدِيْثُ الْمُصْطَفیٰ وَحِسَانُهٗ    شِفَاءٌ عَجِيْبٌ لَمْ يَزَلْ مِنْهُ دَوَائُكُمْ [۲۹]

''اے علماءِ ہند! اللہ تمہیں طویل زندگی دے اور اللہ کے فضل سے تمہاری ساری بیماریاں زائل ہوجائیں۔ تم عقلی علوم میں کامیابی اور سعادت کی اُمید رکھتے ہو۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہاری اُمید پوری نہ ہوسکے گی......'الاثیر' کی تصانیف میں کچھ 'ہدایت' نہیں اور نہ ابن سینا کی 'الاشارات' میں تمہاری شفا ہے......'مطالع' سے ہدایت کا سورج طلوع نہیں ہوتا۔ اس کے اوراق تمہارے لئے ظلمت ہیں، ضیا نہیں......'صدرا' کی شرح تمہارے سینوں کو نہیں کھول سکتی بلکہ اس سے تو تمہارے سینوں کی بیماریاں مزید بڑھتی ہیں......اور 'بازغۃ' طلوع ہو تو اس میں کچھ نور نہیں بلکہ اس سے تمہاری ذہانت راتوں کی طرح مزید سیاہ ہوتی ہے......اور 'سلَّم' (سلم العلوم) تمہیں پستی میں لے جاتی ہے اور اس کے ذریعے تم علوم کی بلندیوں کی طرف نہیں جاسکتے......تمہارے یہ علوم قیامت کے دن تمہیں کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ افسوس! تمہارا بدلہ کیا ہوگا؟......تم کفر کے علوم کو اپنے لئے شریعت سمجھے ہوئے ہو۔ گویا یونان کے فلاسفہ تمہارے انبیا ہیں......تم بیمار ہو اور تمہاری بیماریوں میں اضافہ ہورہا ہے۔ تم شرعی علوم سے علاج کرو، یہی تمہاری دوا ہے......حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحیح اور حسن احادیث عجیب شفا ہیں اور تمہارے لئے حقیقی دوا ہیں۔''

## مؤلفات، رسائل اور تعلیمات

پرہاروی نے کچھ زیادہ طویل عمر نہیں پائی۔ اس کے باوصف انہوں نے عربی کتب میں ایسا

گراں قدر اضافہ کیا ہے کہ انسان ششدر رہ جاتا ہے۔ ہمارا استعجاب اس وقت مزید بڑھ جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا دورِ تالیف انتہائی مختصر ہے۔ جبکہ آپ کی گراں قدر تصانیف، مختصرات ومطولات اور تعلیقات وشروح کی تعداد ایک صد سے زائد ہے۔ اس قدر عظیم علمی خدمت اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہی سے ممکن ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کی مؤلفات میں سے ایک تالیف کا نام الخصائل الرضیة ہے۔ اس میں آپ نے اپنے شیخ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے احوال بیان کئے ہیں جن کا انتقال ۱۲۲۶ھ کو ہوا۔ ان کے انتقال سے تین ہی دن بعد آپ نے ان کے احوال سے متعلق یہ کتاب لکھ دی۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ آپ کی اوّلین تصنیف ہے۔ اس وقت آپ کی عمر پندرہ برس تھی۔ اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا دورِ تصنیف وتالیف ۱۲۲۶ھ سے یا شاید اس سے کچھ ہی پہلے شروع ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ ۱۲۳۹ھ میں آپ کے انتقال پُرملال تک چلتا ہے۔ گویا آپ کی مدتِ تالیف چودہ سال سے متجاوز نہیں۔

شیخ پرہاروی کو تصنیف وتالیف کا بہت زیادہ شوق تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ اس سلسلہ میں آپ کی مدد فرمائے اور اس راہ میں آسانیاں مہیا کرے اور خطا وزلل سے محفوظ رکھے۔ آپ یہ تمنا بھی کیا کرتے تھے کہ آپ کی مؤلفات کی تعداد بہت ہو اور اللہ تعالیٰ ان میں برکت فرمائے۔ ہمارے اس موقف کی تائید آپ کی تالیف الناهية عن ذم معاوية میں آپ کے اس کلام سے ہوتی ہے، آپ لکھتے ہیں:

اُدْعُ بِالْفَلَاحِ لِعَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَحْمَدِ ...... بَارَكَ اللهُ فِيْ مُصَنَّفَاتِهٖ [۳۰]

''آپ اللہ تعالیٰ سے عبدالعزیز بن احمد کی کامیابی کی دعا کریں۔ اللہ اس کی مصنفات میں برکت فرمائے۔'' آپ تصنیف وتالیف میں مشغولیت کو عبادت کا درجہ دیتے اور اسے اُخروی ثواب کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرتے ہیں:

اِلٰهَ الْبَرَايَا أَسْتَخِيْرُكَ سَائِلًا وَمَا خَابَ عَبْدٌ يَسْتَخِيْرُ وَيَسْأَلُ

www.KitaboSunnat.com

فَإنِّی بِتَصْنِیْفِ الدَّفَاتِرِ مُولَعٌ عَلی وَجَلٍ أَنْ تَضِیْعَ وَتَبْطُلُ
فَإنْ کَانَ مَاصَنَّفْتُهُ لَهُوٌعَابِثٌ فَیَا رَبِّ اشْغِلْنِی بِمَا هُوَ أَفْضَلُ
وَإنْ کَانَ فِي التَّصْنِیْفِ خَیْرٌوبَرَکَةٌ فَیَسِّرْهُ لِي کَیْلَا یَعُوقَنَّ مُشْکِلُ ⑶١

''اے کائنات کے الٰہ! میں تجھ سے سوال کرتے ہوئے استخارہ کرتا ہوں، اور یہ حقیقت ہے کہ تجھ سے استخارہ کرنے والا اور مانگنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا...... مجھے کتابیں تصنیف کرنے کا شوق ہے۔ مجھے یہ اندیشہ بھی ہے کہ کہیں وہ ضائع نہ ہوجائیں...... میں جو کتابیں تصنیف کرتا ہوں، اگر یہ بے فائدہ کام ہے تو میرے ربّ مجھے اس سے کسی بہتر کام میں مصروف کردے اور اگر تصنیف کے کام میں خیر اور برکت ہے تو اسے میرے لئے آسان کردے تاکہ کوئی مشکل آڑے نہ آسکے۔''

آپ اپنے ایک اور قصیدہ میں اللہ سے دعا کرتے ہیں:

فَضَاعِفْ لَهُ یَومَ الْجزَاءِ ثَوَابَهَا کَمَزْرَعِ حَبٍّ دَامَ تَنْمُوسَنَابِلُهُ ⑶٢

''یااللہ! تو اپنے بندے کو قیامت کے روز ان کتابوں کا کئی گنا اجر عطا فرمانا جیسے ایک ایک دانہ اُگتا ہے تو اس کی بالیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔''

آں رحمہ اللہ اپنی تالیفات کو 'باقیات صالحات' (تادیر باقی رہنے والے اعمالِ صالحہ) شمار کرتے تھے۔ آپ کی تمنا ہوتی تھی کہ آپ کی تالیفات کو قبولِ عام حاصل ہو اور وہ عرصۂ دراز تک صفحۂ ہستی پر باقی رہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر اللہ سے یوں دعا کرتے ہیں: ؎

وَأَسْأَلُكَ اللّٰهُـمَّ یَا خَیْرَ سَامِعٍ بِأَسْمَائِكَ الْحُسنیٰ الَّتِيْ هِيَ أَبْجَلُ
قَبُوْلَ تَصَانِیْفِی جَمِیْعًا وَرَسْمَهَا عَلی صَفْحَاتِ الدَّهْرِ لَا تَزِیْلُ ⑶٣

''یااللہ! اے بہترین سننے اور قبول کرنے والے، میں تیرے جلیل القدر اسما کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو میری تمام تصانیف کو قبول فرما اور یہ عرصہ دراز تک صفحۂ ہستی پر باقی رہیں۔''

آپ عقلی و نقلی علوم وفنون میں تصنیف کی رغبت رکھتے تھے۔ آپ جب اپنی کتاب النبراس کی تالیف سے فارغ ہوئے، تو اس سے قبل آپ متعدد رسائل، کتابچوں اور طویل کتب کی تکمیل کرچکے تھے۔ تو آپ اپنی کثرتِ تالیفات پر ازحد مسرور ہوئے اور اس نعمت پر

www.KitaboSunnat.com

آپ نے یوں اللہ کا شکر ادا کیا:

وَأَنْتَ تُعِينُ الْعَبْدَ خَيرَ إِعَانَةٍ إِذَا انْقَطَعَتْ أَسْبَابُهُ وَوَسَائِلُهُ
وَلَوْ لَمْ تَدَارَكْهُ بِفَيْضٍ مُسَلْسَلٍ لَمَا كَثُرَتْ فِي كُلِّ عِلْمٍ رَسَائِلُهُ
وَلَوْ لَمْ تُعِنْهُ مِنْ جَنَابِكَ عِصْمَةً فَتَأْلِيفُهُ زُوْرٌ وَحَبْطٌ دَلَائِلُهُ [۳۴]

''اور جب میرے اسباب و وسائل منقطع ہوجائیں تو ہی میری خوب اعانت کرتا ہے۔ اگر تیری مسلسل رحمت میرے شاملِ حال نہ ہوتی تو ہر علم میں میرے وسائل بکثرت نہ ہوتے۔ اور اگر تو اپنے فضل سے مجھے پھسلنے سے محفوظ نہ رکھتا تو میری تالیفات بے کار اور دلائل بے وقعت ہوتے۔''

اہل علم اور اصحابِ فکر و نظر نے آپ کی مؤلفات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

شیر محمد خان نادر رقم طراز ہیں: ''آپ کو تالیف و تصنیف کا ذوق بہت زیادہ تھا۔ آپ نے ہر علم وفن میں متعدد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔''[۳۵]

مولوی برخوردار ملتانی لکھتے ہیں: ''آپ نے ہر فن کے متعلق ایسی عجیب عجیب کتابیں تصنیف کی ہیں جو متقدمین کی تالیفات سے بہرحال فائق ہیں۔''[۳۶]

مولانا عبدالحئ کو، پرہاروی کی بہت سی کتابوں سے آگہی ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ پرہاروی نے معقولات و منقولات میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔[۳۷]

شیخ شمس الدین بہاولپوری[۳۸]، مولانا امام بخش مہاروی،[۳۹] علامہ محمد اقبال[۴۰] اور مولانا عبدالتواب ملتانیؒ[۴۱] وغیرہ[۴۲] عالی قدر اصحابِ علم آپ کی مؤلفات کی بہت قدر کرتے۔ مگر انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ آپ کی مؤلفات کی حفاظت نہیں ہوسکی۔ وہ جابجا منتشر ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپ کی کوئی صلبی اولاد نہ تھی جو اس گراں قدر علمی ورثہ کی حفاظت کرسکتی۔ آپ کی زندگی میں ملتان اور گردونواح پر سکھوں کا تسلط ہوگیا تھا۔ اُنہوں نے مساجد اور خانقاہوں کو مسمار کردیا۔ مسلمانوں کو خوف زدہ رکھا۔ علما اور طلابِ علم پر عرصۂ حیات تنگ ہوگیا۔ وہ امن وسکون کی تلاش میں اِدھر اُدھر نکل گئے، مسلمانوں کے تعلیمی و تربیتی ادارے تباہ ہوگئے اور سکھوں نے مسلمانوں کو مزید پڑھنے پڑھانے کا کوئی موقعہ نہ دیا۔ ان حالات میں ان کتابوں کی حفاظت نہ ہوسکی۔ کوئی کتاب جس کے ہاتھ لگی، وہ ساتھ لے گیا اور وہ کتابیں

www.KitaboSunnat.com

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طاقِ نسیان کی نذر ہوگئیں اور ان میں سے بہت تھوڑی کتابیں محفوظ رہ سکیں۔

اطمینان اور خوشی کی بات ہے کہ آج کل اہل علم اور اہل تحقیق آپ کی مؤلفات کی تلاش اور جستجو کررہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اِدھر اُدھر سے پرہاروی کی متعدد کتابیں دستیاب ہوچکی ہیں۔ ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان اور اطراف ونواح میں لوگوں کے ذاتی کتب خانوں اور بعض لوگوں کے گھریلو کتب خانوں اور اسی طرح بعض سرکاری لائبریریوں، مساجد، مدارس اور خانقاہوں کے کتب خانوں سے بھی آپ کی کچھ کتابیں مل چکی ہیں۔ نیز پاکستان کے مختلف علاقوں میں بعض اہل ذوق کے ہاں بھی آپ کی بعض کتابیں محفوظ ہیں۔ چونکہ شیخ پرہاروی کی مؤلفات مختلف مقامات پر بکھری ہوئی ہیں، سب یکجا دستیاب نہیں۔ بعض کتابیں گردشِ زمانہ سے معدوم بھی ہوچکی ہیں۔ آج ہم ان میں سے بعض کے صرف ناموں ہی سے واقف ہیں۔

ہم آپ کی مؤلفات کو چار اقسام میں تقسیم کرسکتے ہیں:

① آپ کی وہ کتابیں جن کے متون پر برصغیر کے علما اور عربی و اسلامی علوم کے ماہرین نے تحقیقی کام کیا ہے۔

② آپ کی وہ کتابیں جو ضائع ہونے سے بچ گئیں اور طبع ہوچکی ہیں۔

③ وہ کتابیں جو ضائع ہونے سے تو محفوظ ہیں، البتہ تاحال زیورطبع سے آراستہ نہیں ہوسکیں۔ البتہ وہ بعض احباب کے ذاتی مکتبات اور بعض خانقاہوں کے مکتبات میں موجود ومحفوظ ہیں۔

④ وہ کتابیں جو مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ معدوم ہوگئیں اور ہمیں ان کے صرف نام ہی معلوم ہوسکے ہیں۔ مصنف کے حالاتِ زندگی کے ضمن میں یا ان کی تالیفات میں ضمناً ان کا تذکرہ ملتا ہے۔

## آپ کی جن کتابوں پر تحقیق کی جاچکی ہے

① نعم الوجیز في إعجاز القرآن العزیز: یہ کتاب علم البلاغہ سے متعلق ہے اور علم بیان، معانی اور بدیع پر مشتمل ہے۔ اس کی تالیف ۱۲۳۶ھ میں ہوئی، عرصہ ہوا یہ کتاب

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ سلفیہ ملتان سے شائع ہوئی تھی، سن اشاعت مذکور نہیں۔ اوّلاً اس کتاب کی تحقیق بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کے عربی زبان میں ایم اے کے طالب علم سید حبیب اللہ نے کی۔ بعدازاں ڈاکٹر ظہور احمد اظہر سابق صدر شعبۂ عربی، پنجاب یونیورسٹی لاہور نے بھی اس کتاب کی تحقیق کی۔ اور اس کے شروع میں ایک شاندار مقدمہ لکھ کر فن بلاغت کی مؤلفات کی تاریخ لکھی۔ اور برصغیر میں مرحلہ وار اس فن کی ترقی کے مدارج بیان کئے۔ یہ کتاب ۱۹۹۴ء میں المجمع العربي الباكستاني سے طبع ہوچکی ہے۔

④ الیاقوت: ہمارے محترم دوست محمد شریف سیالوی نے اس کتاب پر تحقیق کی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹریٹ کے لئے اس کا انتخاب کیا ہے۔ وہ ۱۹۹۴ء میں اس کتاب کی تحقیق کرکے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرچکے ہیں۔ یہ تاحال طبع نہیں ہوئی۔

③ السلسبيل في تفسير التنزيل: یہ کتاب تفسیر الجلالین کے انداز پر ہے۔ آپ نے انتہائی اختصار و ایجاز کے ساتھ مشکلات کی وضاحت کی ہے۔ آپ نے جن آیات کو سہل سمجھا، ان کی تفسیر نہیں کی ہے۔ صاحبِ مقالہ عربی (ڈاکٹر محمد شفقت اللہ) نے پی ایچ ڈی کے لئے اس کتاب کا انتخاب کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

④ معجون الجواهر: یہ کتاب ایک مقدمہ اور سات ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ دراصل 'الیاقوت' کا اختصار ہے جو مصنف نے خود کیا ہے۔ سیدہ خورشید نے شعبۂ عربی زبان، پشاور یونیورسٹی سے ایم فل کی ڈگری کیلئے اس کا انتخاب کیا اور ۱۹۹۸ء میں ڈگری حاصل کرچکی ہیں۔

⑤ عالم المثال: یہ مختصر رسالہ 'عالم المثال' کے اثبات میں ہے۔ مؤلف نے اس بارے میں قرآن وحدیث اور شیخ ابن عربی کی بعض مؤلفات سے شواہد پیش کئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد شفقت اللہ نے اس کے متن کی تحقیق اور اغلاط کی درستی کی ہے جسے ماہنامہ 'الدراسات الاسلامیہ' کے مدیر ڈاکٹر محمد الغزالی نے اپنے مجلّہ میں شائع کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

مذکورہ کتب میں سے صرف نعم الوجيز ہی تاحال طبع ہوئی ہے اور عالم المثال عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہونے والی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

## بلا تحقیق مطبوعہ کتب

① کوثر النبي ﷺ وزلال حوضه الروي: یہ مفید کتاب اُصولِ حدیث سے متعلق ہے۔اس کا جز اوّل ملتان سے طبع ہوا تھا اور دوسرا جز تا حال طبع نہیں ہوسکا۔

② زمرد أخضر ویاقوت أحمر: مؤلف نے علم طب سے متعلق ایک ضخیم کتاب تالیف کرنے کا اعلان کیا تھا اور کتاب لکھنا شروع کی تھی۔مگر بعض رکاوٹوں کی بنا پر اسے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔شائقین کو انتظار تھا۔عجلت کے پیش نظر مؤلف نے 'الاکسیر' کی تلخیص کردی۔جس کا نام 'زمرد اخضر و یاقوت احمر' رکھا۔اس کی تالیف ۱۲۲۸ھ کو ہوئی اور یہ کتاب لاہور سے ۱۳۴۵ھ کوشائع ہوئی۔

③ عنبر أشهب: یہ رسالہ علم طب کے مبادی پر مشتمل ہے۔آپ نے یہ رسالہ علم طب کے مبتدی طلبہ کے لئے لکھا۔۱۲۳۴ھ میں اس کی تالیف ہوئی اور لاہور سے ۱۳۴۵ھ میں زمرد اخضر کے ساتھ طبع ہوا۔

④ الصمصام: یہ مختصر رسالہ اُصول تفسیر سے متعلق ہے۔مکتبہ سلفیہ ملتان سے طبع ہوا۔ اس پر سالِ طباعت مذکور نہیں۔یہ رسالہ درمیان میں سے ناقص بھی ہے۔

⑤ الناهية عن ذم معاوية: یہ کتاب ایک مقدمہ اور سترہ فصول پر مشتمل ہے۔اس میں احادیث، اقوالِ صحابہؓ و تابعینؒ اور فقہاءؒ و محدثینؒ کے اقوال و آرا کی روشنی میں حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے مناقب بیان کئے گئے ہیں۔اس کی تالیف ۱۲۳۲ھ میں ہوئی۔ملتان سے متعدد مرتبہ یہ کتاب شائع ہوئی۔الناهية عن طعن أمیر المؤمنین معاویة کے نام سے ۱۹۹۸ء میں استنبول، ترکی سے بھی شائع ہوچکی ہے۔

⑥ الخصائل الرضیة: اس میں آپ نے اپنے شیخ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے احوال، اقوال اور مناقب ذکر کئے ہیں۔یہ ۱۳۲۵ھ کو مطبع ابی العلا، آگرہ سے 'گلزارِ جمالیہ' کے نام سے طبع ہوچکی ہے۔

⑦ مرام الکلام في عقائد الاسلام: اس میں علم الکلام کے مباحث ہیں۔ملتان

سے طبع ہوئی۔ آخر سے نامکمل و ناقص ہے۔

⑧ الأوفاق: یہ مختصر رسالہ نجوم کے اوقات اور شروط سے متعلق ہے۔ ایک بار کوٹ اڈّو سے شائع ہوا ہے۔

⑨ السر المكتوم: یہ رسالہ نجوم کے احکام اور اعداد و حروف کے اسرار پر مشتمل ہے۔ ایک مرتبہ ملتان سے اور ایک مرتبہ کوٹ اڈّو سے شائع ہوا ہے۔

⑩ الاكسير الأعظم: علم طب سے متعلق یہ ایک عظیم الشان ضخیم کتاب ہے۔ انگریز دورِ حکومت میں ڈاکٹر لائنز چانسلر جامعہ پنجاب نے لکھا ہے کہ یہ کتاب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں طبع ہوئی۔

⑪ مخزنِ سليماني: حکیم شمس الدین بہاولپوری نے 'الاکسیر الاعظم' کے جزوِ ثالث کا عربی سے اُردو ترجمہ کیا ہے۔ اسی کا نام 'مخزنِ سلیمانی' ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۶ء کو مطبع نول کشور سے طبع ہوچکی ہے۔

⑫ إيمانِ كامل: یہ فارسی میں منظوم ہے۔ اس میں مثنوی کے انداز پر اسلامی عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ مکتبہ فاروقیہ ملتان سے ایک بار شائع ہوچکی ہے۔ تاریخ طباعت مذکور نہیں۔

⑬ النبراس: یہ 'شرح العقائد' کی شرح ہے۔ برصغیر کے مختلف مطابع سے متعدد مرتبہ شائع ہوچکی ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ایک بار ملتان سے اور ایک بار سرگودھا سے شائع ہوچکی ہے۔

## مخطوطات

① كوثر النبي ﷺ: جزء ثانی، ہمیں اس کتاب کے ایک نسخہ کی استاذ داؤد لاہوری کے ہاں اطلاع ملی جسے ان سے ایک سعودی شخص خرید کر لے گیا۔ اس کا ایک نسخہ علامہ پیر سید محب اللہ شاہ الراشدیؒ پیر آف جھنڈا، سندھ کے مکتبہ میں بھی موجود ہے۔

② الترياق: یہ رسالہ طبِ نبویؐ سے متعلق ہے۔ اس کی فوٹو سٹیٹ مولوی خدا بخش مدرّس خیر المدارس، ملتان کے مکتبہ میں موجود ہے۔

③ التعليقات على تهذيب الكلام للتفتازاني: اس کا ایک نسخہ مولوی خدا بخش

www.KitaboSunnat.com

بھٹہ کے مکتبہ میں ہے۔اس کی فوٹوسٹیٹ ڈاکٹر محمد شفقت اللہ کے پاس بھی ہے۔واضح ہو کہ یہ مخطوطہ آخر سے نامکمل ہے۔مصنف نے اس کے آغاز میں منظوم مقدمہ رقم فرمایا۔

اس کا آغاز یوں ہے:

فَرَدْتَ يَا مَنْ يَسْتَحِيلُ مِثَالُهٗ وَلَا يَتَنَاهٰى مَجْدُهٗ وَجَلَالُهٗ

وَأَخْرَسَ نُطْقَ الْوَاصِفِيْنَ نَعُوْتُهٗ وَأَقَرَّعَيْنَ النَّاظِرِيْنَ جَمَالُهٗ

④ التمييز: اس کا مخطوطہ مولوی خدا بخش بھٹہ کی لائبریری میں موجود ہے۔اور اس کی فوٹوسٹیٹ ڈاکٹر محمد شفقت اللہ کے پاس بھی ہے۔

⑤ سر السماء: یہ تالیف علوم الحكمة الرياضية والالهية والطبيعية سے متعلق ہے۔اس کا مخطوطہ خانقاہ سراجیہ کندیاں کے مکتبہ میں ہے اور اس کی فوٹوسٹیٹ ڈاکٹر محمد شفقت اللہ کے پاس بھی ہے۔یہ نسخہ آخر سے نامکمل ہے۔

⑥ الالهام في الكسوف والخسوف: اس کا مخطوطہ مولوی خدا بخش بھٹہ آف کوٹ ادّو کے مکتبہ میں موجود ہے۔

⑦ شرح حصن حصين: اس کا مخطوطہ اسد نظامی آف جہانیاں (ملتان) کے مکتبہ میں ہے البتہ یہ نسخہ کٹا پھٹا اور درمیان سے نامکمل ہے۔

⑧ الدر المكنون والجوهر المصون: یہ رسالہ تعویذات اور دعاؤں کے بارے میں ہے۔اس کا ایک نسخہ مولوی خدا بخش بھٹہ کوٹ ادّو کے مکتبہ میں راقم مقالہ عربی (ڈاکٹر محمد شفقت اللہ) کی نظر سے گزرا۔

⑧ إثبات رفع السبابة في التشهد: اس کا موضوع نام ہی سے ظاہر ہے۔یہ منظوم ہے۔اس کی ایک نقل ڈاکٹر محمد شفقت اللہ کے ذاتی کتب خانہ میں بھی ہے۔

## کتبِ مفقودہ

اب تک ۲۵ کتب کا تذکرہ گزر چکا ہے، ذیل میں ہم پرہاروی کی تصنیف کردہ بعض کتابوں کے محض نام ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہ کتابیں تاحال طبع نہیں ہوئیں اور نہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں ان کے مخطوطات کی کسی جگہ موجودگی کا تا حال پتہ چل سکا ہے:

① ماغسطن ② سدرة المنتهیٰ
③ بنطاسیا ④ البحر المحیط
⑤ العتیق ⑦ اللوح المحفوظ
⑧ الأدقیانوس ⑨ الیواقیت في علم المواقیت
⑩ منتهٰی الکمال ⑪ رسالة فی الجفر الجامع
⑫ رسالة في ذم التقلید ⑬ تخمین التقویم
⑭ تسهیل الصعود ⑮ النیرین
⑯ منطق الطیر ⑰ کتاب التقویم
⑱ صرف عزیزي ⑲ ألماس
⑳ نحو عزیزی ㉑ رسالة في الخضاب
㉒ الوافي بالقوافي ㉓ رسالة أفعلة
㉔ غرائب الاتقیاء ㉕ حاشیه علی شرح الملاّ جامی
㉖ حاشیه مدارك التنزیل ㉗ حاشیه صدرا
㉘ تسخیر اکبر ㉙ اعجاز التنزیل فی البلاغة
㉚ تفسیر سورة الکوثر ㉛ عماد الاسلام وعمدة الاسلام
㉜ کتاب الدوائر ㉝ سلسة الذهب
㉞ اختصار تذکرة الطوسی ㉟ حواشی تفسیر البیضاوی
㊱ الاسطرنومیا الصغیر ㊲ الاسطرنومیا المتوسط
㊳ الاسطرنومیا الکبیر ㊴ کنز العلوم
㊵ البیت المعمور ㊶ البیت المحفوظ
㊷ الکتاب حول القواعد الریاضیة لاستخراج الأوقات

www.KitaboSunnat.com

(۴۳) الحاشية العزيزية على متن الايساغوجي

(۴۴) جامع العلوم الناموسية والعقلية

(۴۵) التخليص للمتوسطات في الهندسة

(۴۶) ميزان في عروض الأدب وقوافيه

(۴۷) دستور في العروض والبحور العربية

(۴۸) ملخص الاتقان في علوم القرآن

آپ کی قلیل مدتِ تالیف جو کسی بھی طرح بیس سال سے متجاوز نہیں، اس قلیل مدتِ عمر میں اس قدر کثرتِ مؤلفات نے آپ کو تصنیف و تالیف کے میدان میں اپنے دور کا نمایاں فرد بنا دیا اور آپ کے معاصرین میں سے کوئی بھی شخص ایسی چیز پیش نہ کر سکا جو میدانِ تالیف، اسلام اور مسلمانوں کی زبان لغتِ عربیہ کی خدمت میں آپ کا ہمسر ہوتا۔

حواشی

(۱) پرہاروی، عبدالعزیز احمد، ابوحفص، القرشی، ملتانی؛ زمرد اخضر، مکتبہ چراغِ دین، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص:۴

(۲) گولڑوی، غلام مہر علی، اليواقيت المهرية، چشتیاں، بہاولنگر، ص:۱۵۱

(۳) پرہاروی، مصدر سابق، ص:۱۳۵

(۴) پرہاروی، الاكسير الأعظم، مخطوطہ المكتبة العامة، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ورق:۱۰

(۵) گولڑوی، مصدر سابق، ص:۱۵۱ (۶) گولڑوی، مصدر سابق، ص:۱۵۱

(۷) مہاروی، امام بخش المولوی، المتوفی ۱۳۰۰ھ، گلشن ابرار، مخطوطہ فارسی، مکتبہ خانقاہ چشتیاں، اس کی فوٹوسٹیٹ اسد نظامی جہانیاں، ملتان کے مکتبہ میں موجود ہے۔ ورق:۱۲۰

(۸) پرہاروی، مرام الكلام فی عقائد الاسلام، مکتبہ فاروقیہ ملتان، ص:۹۲

(۹) مہاروی، مصدر سابق، ورق:۱۲۰ (۱۰) پرہاروی، گلزار جمالیہ، مطبع ابی العلاء آگرہ، ۱۳۲۷ھ، ص:۹

(۱۱) پرہاروی، مصدر سابق، ص:۷ (۱۲) پرہاروی، مصدر سابق، ص:۱۰، ۱۱

(۱۳) پرہاروی، الالہام، مخطوطہ مکتبہ مولوی خدا بخش بھٹہ، کوٹ ادو، ورق:۰۱

(۱۴) پرہاروی، مصدر سابق، ص:۲۷ (۱۵) پرہاروی، مصدر سابق، ص:۲۴ (۱۶) ایضاً، ص:۲۹

(۱۷) صدیقی، بخت یار حسین، پروفیسر، برصغیر پاک و ہند کے قدیم عربی مدارس کا نظام تعلیم و تربیت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص:۲۱، ۲۲

www.KitaboSunnat.com

⑱ صدیقی، مصدر سابق، ص:۲۱ ⑲ صدیقی، مصدر سابق، ص:۲۱،۲۲

⑳ پرہاروی، کوثر النبی، مکتبہ خیر المدارس ملتان، ورق:۵۸

㉑ پرہاروی، النبراس شرح شرح العقائد، سرگودھا، ۱۳۹۷ھ

㉒ پرہاروی، کوثر النبی، ورق:۵۴ ㉓ پرہاروی، مصدر سابق، ورق:۰۱ ㉔ گولڑوی، مصدر سابق، ص:۱۵۱

㉕ تعلیقات مولوی عبدالتواب ملتانی علی السلسبیل للبر ہاروی، مخطوطہ مکتبہ خواجہ عبدالودود، ملتان، ورقہ:۶۰

㉖ پرہاروی، مصدر سابق، ورق:۱۲۰ ㉗ پرہاروی، نعم الوجیز فی اعجاز الکتاب العزیز، مکتبہ سلفیہ ملتان، ص:۳۵

㉘ پرہاروی، النبراس، ص:۶۰۲، ۶۰۳

㉙ الملتانی، محمد عبدالعلیم ملا، الحواشی علی أبیات علم میراث مع ما یتعلق بها من الأبحاث للملا نصیر، قدیمی اسلامی کتب خانہ ملتان، طبع ثالث، ص:۲۷

㉚ پرہاروی، الناهية عن طعن أمیر المومنین معاوية، المکتبۃ الحقیہ، استنبول، ترکی، ۱۴۰۳ھ، ص:۱

㉛ پرہاروی، النبراس، ص:۳۰ ㉜ پرہاروی مصدر سابق، ص:۶۰۳

㉝ پرہاروی، مصدر سابق، ص:۶۰۳ ㉞ پرہاروی، مصدر سابق، ص:۶۰۳

㉟ نادر، شیر محمد خاں، زبدۃ الأخبار، فارسی، تصحیح احمد نبی خان، لاہور، ص:۸۵

㊱ الملتانی، محمد برخوردار، المولوی، تعلیقات علی النبراس، سرگودھا، ۱۹۷۷ء ص:۲۱

㊲ ندوی، عبدالحئ، نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر طیب اکادمی ملتان، ۱۹۹۲ء ج۷، ص

㊳ شیخ شمس الدین بہاولپوری، ریاست بہاولپور کے حاکم بہاول خان کے سرکاری طبیب تھے۔ انہوں نے الاکسیر الاعظم کا عربی سے اُردو ترجمہ کیا۔ اسی اُردو ترجمہ کا نام 'مخزنِ سلیمانی' ہے۔ یہ کتاب علم طب سے متعلق ہے۔ مخزن سلیمان ۱۹۰۶ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوئی اور اہل فن نے اس کی خوب مدح کی۔

㊴ پرہاروی، مصدر سابق، ورق:۱۲۰

㊵ علامہ محمد اقبال بھی پرہاروی کی بعض مؤلفات کے شائق تھے۔ مگر انہیں کہیں سے دستیاب نہ ہوسکیں تو انہوں نے سراج الدین بہاولپوری کو خط لکھ کر 'سر السماء' رسالہ طلب کیا۔ علامہ محمد اقبال کا یہ خط المعارف، مجریہ دسمبر ۱۹۸۳ء ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور میں ''مشاہیر کے تین غیر مطبوعہ مکتوبات'' کے زیر عنوان شائع ہوچکا ہے۔

㊶ تعليقات المولوي عبد التواب الملتاني على السلسبيل للبرهاروي مخطوطہ مکتبہ خواجہ عبدالودود ملتانی، ورق:۶۰

㊷ مثلاً مولانا مناظر احسن گیلانی اور زاہد شاہ بخاری۔ مولانا گیلانی عہد انگریزی میں جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں قسم الشریعہ کے رئیس تھے۔ انہوں نے پرہاروی کی کتاب 'النبراس' کی خوب مدح کی ہے۔ 'مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں' کراچی، ص:۵۰

www.KitaboSunnat.com